یونیورسٹیوں میں مطالعۂ اقبال

(۱۹۰۸ء سے ۱۹۸۲ء تک)

سید معین الرحمٰن

۱

اردو زبان اور ادبیات سے متعلق موضوعات پر اردو میں پی ایچ ۔ ڈی کی اولین اسناد برعظیم پاک و ہند سے باہر دور سات سمندر پار یورپ سے عطا ہوئیں ۔ اردو ادب سے متعلق ڈاکٹریٹ کی سند فضیلت حاصل کرنے کا پہلا امتیاز ڈاکٹر سید عبداللطیف (ولادت : ۱۸۹۱ء ، وفات : ۱۹۷۱ء) کو حاصل ہوا[۱] جنہوں نے ۱۹۲۵ء میں کنگس کالج ، انگلستان کے شعبۂ انگریزی سے ''اردو ادب پر انگریزی ادب کے اثرات'' کے موضوع پر تحقیقی کام کی تکمیل کی اور پی ایچ ۔ ڈی کی سند پائی ۔[۲]

غیر منقسم ہند میں اردو میں پی ایچ ۔ ڈی کی پہلی ڈگری اب سے کوئی باون برس پہلے ۱۹۳۱ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے دی گئی ۔ یہ امتیاز ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ (ولادت : مارچ ۱۸۹۹ء) کو حاصل

۱۔ ڈاکٹر گیان چند کا یہ کہنا درست نہیں کہ : ''اردو کے پہلے ڈاکٹر مرحوم محی الدین قادری زور تھے ۔''

(الف) آج کل ، دهلی ، اگست ۱۹۶۷ء ص ۲۷ ۔

(ب) تجزیے ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ، دهلی ، ۱۹۷۳ء ص ۸۵

۲۔ حسن الدین احمد ، انجمن ، ولا اکیڈمی ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۷۳ء ص ۸۵ ۔

ہوا۔ ان کا موضوع تھا : ''جدید اردو شاعری کی خصوصیات و رجحانات''[۱]

اردو میں ڈی لٹ کی ایک ناتمام کوشش ڈاکٹر محی الدین قادری زور (۱۹۰۵ء - ۱۹۶۲ء) سے منسوب ہے جنھوں نے ۱۹۲۹ء میں اسکول آف اورینٹل اینڈ افریقین اسٹڈیز لندن یونیورسٹی سے پی ایچ - ڈی کی سند حاصل کی ۔ ڈاکٹر گیان چند کے بقول ڈاکٹر زور :

''۱۹۲۹ء میں لندن سے پی ایچ - ڈی کرنے کے بعد ۔ ۔ ۔ ڈی لٹ کے لیے پیرس پہنچے اور پروفیسر جیولز بلاک کی رہنمائی میں ''گجراتی فارم آف ہندوستانی'' پر مقالہ لکھنا شروع کیا لیکن اسے پورا نہ کیا ۔ ۔ ۔''[۲]

وہ یہ مقالہ کامیابی کے ساتھ پورا کر لیتے تو اردو میں ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کرنے والے پہلے اسکالر کا امتیاز ان کا مقدر ہوتا ۔ ۔ ۔ اردو میں ڈی لٹ کی سب سے پہلی ڈگری حاصل کرنے کا اعزاز برسوں بعد ، ۱۹۴۶ء میں ڈاکٹر سید اعجاز حسین (۱۸۹۸ء—۱۹۷۵ء) کو حاصل ہوا ۔[۳] یہ سند امتیاز انہیں الہ آباد یونیورسٹی سے ''اردو شاعری پر مذہب کا اثر ۱۷۰۷ء تا ۱۸۵۷ء'' کے موضوع پر کام کے سلسلے میں عطا کی گئی ۔[۴]

۱- ''دو برس بعد ۱۹۳۳ء میں ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ کو ان کے تحقیقی مقالے : ''پنجابی ادب کا تاریخی جائزہ'' پر پنجاب یونیورسٹی ، لاہور سے ڈی لٹ کی ڈگری عطا کی گئی''

(تاریخ یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور ، ۱۹۶۲ء ، ص ۱۷۵)

۲- (الف) لسانی مطالعے ، نیشنل بک ٹرسٹ ، انڈیا ، دہلی ، ۱۹۷۳ء ص ۲۶۴ -

(ب) سب رس ، کراچی دسمبر ۱۹۷۸ء ، جنوری ۱۹۷۹ء ، ص ۸۵ -

۳- ہفت روزہ ہماری زبان ، دہلی ، ۸ مئی ۱۹۷۹ء ص ۳ -

۴- ''۱۹۲۸ء میں ایم - اے کی سند لینے کے بعد (ڈاکٹر سید اعجاز حسین) نے پی ایچ - ڈی کے لیے ریسرچ میں داخلہ لے لیا تھا ، موضوع مقالہ تھا : ''اردو شاعری پر تصوف کا اثر'' لیکن خدا معلوم

مذکورہ اصحاب اور موضوعات کے علاوہ ۱۹۵۷ء تک میرے علم اور یقین کی حد تک بہ ترتیب ذیل اردو ادبیات و شخصیات سے متعلق ان بارہ چودہ موضوعات پر اہل علم نے تحقیقی کام کی تکمیل کی اور صلے میں مختلف جامعات سے پی ایچ ۔ ڈی کی اسناد پائیں ۔

۱۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور : اردو زبان اور ادب کی تنقیدی تاریخ ۱۷۲۰ء تک[1]
لندن یونیورسٹی ، ۱۹۲۹ء

کیوں ، مقالہ پیش نہیں کیا ۔ ۔ ۔ (برسوں) بعد انہوں نے ڈی لٹ کی سند لینے کی ٹھانی اور مقالہ بہ عنوان ''مذہب و شاعری'' تیار کیا ۔ ہندوستان کی تمام یونیورسٹیوں میں اردو موضوع پر ڈی لٹ کی سند لینے والے وہ پہلے شخص (ہیں) ۔ ۔ ۔''

(مالک رام ، تذکرۂ معاصرین ، جلد ۳ ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ، دہلی ۱۹۷۸ء ، ص ۲۲۰)

۱۔ ڈاکٹر زور کے پی ایچ ۔ ڈی کے موضوع کے بارے میں ایک عام غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ :

○ ''ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے ۱۹۲۹ء میں لندن یونیورسٹی سے ہندوستانی لسانیات اور ہندوستانی صوتیات پر ڈگری لی ۔ ۔'' ڈاکٹر گیان چند :

(ا) آج کل ، دہلی ، اگست ۱۹۶۷ء ص ۲۷ ۔

(ب) تجزیے ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ، دہلی ۱۹۷۳ء ، ۳۵ ۔

○ ڈاکٹر زور نے ''آریائی زبانوں کا تقابلی مطالعہ'' کے موضوع پر لندن یونیورسٹی سے پی ایچ ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ۔ ۔ ۔'' (ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید ، چہرہ چہرہ داستان ، نیشنل بکڈپو ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۷۷ ، ص ۲۷) ۔

۲۔ ڈاکٹر محمد حفیظ سید : قاضی محمود بحری ۔ بارہویں صدی ہجری کا ایک صوفی شاعر ۔ اس

○ ''ڈاکٹر زور (نے) آریائی زبانوں کا تقابلی مطالعہ (پر) اردو کا تحقیقی کام کرکے پی ایچ ۔ ڈی کی ڈگری لی''
(سید حرمت الاکرام ، سب رس ، کراچی ، دسمبر ۱۹۷۸ء جنوری ۱۹۷۹ء ، ص ۹۹) ۔

''موضوع'' کے بارے میں یہ غلط فہمی غالباً'' ڈاکٹر گیان چند اور ڈاکٹر زور کے ایک مکالے پر مبنی ہے :

''ایک بار میں نے بھوپال کے اسٹیشن پر ڈاکٹر زور سے پوچھا کہ آپ کو پی ایچ ۔ ڈی کس کتاب پر ملی تھی ؟ انہوں نے کہا کہ ''ہندوستانی صوتیات'' اور ''اردو شہ پارے'' پر ۔ چونکہ ڈاکٹر زور کو پی ایچ ڈی کی ڈگری ۱۹۲۹ء میں مل چکی تھی اور یہ کتابیں اس کے بعد مرتب ہوئیں اس سے ظاہر ہے کہ ان کا تحقیقی مقالہ ان کتابوں کے نقش اول کا مرقع ہو گا ۔''
(ڈاکٹر گیان چند ، لسانی مطالعے ، نیشنل بک ٹرسٹ ، انڈیا ، دھلی ۱۹۷۳ء ، ص ۲۶۳) ۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر زور کے پی ایچ ۔ ڈی کا تھیسس اسکول آف اوریئنٹل اینڈ افریقن اسٹڈیز ، لندن یونیورسٹی میں محفوظ ہے اور اس کا موضوع یہ ہے :

"A Critical History of Urdu Language and Literature down to the year 1720."

یہ مقالہ آج تک چھپا نہیں ہے اور لندن سے باہر کے اسکالرز کے لیے اس سے استفادہ ممکن نہیں ، اس لیے کہ بد قسمتی سے متعلقہ یونیورسٹی کے قواعد ، مقالہ نگار کی اجازت کے بغیر ، مقالے کی فوٹو سٹیٹ نقل فراہم کرنے میں مزاحم ہیں ۔ (پروفیسر کرسٹوفر شیکل ، اینول آف اردو اسٹڈیز ، شکاگو ، ۱۹۸۲ء ، ص ۳۸) ۔

کا عہد ، زندگی اور کارنامے[1]
لندن یونیورسٹی ، ۱۹۳۲ء

۳۔ ڈاکٹر سید سجاد حسین : نو طرز مرصع[2] کا تقابلی مطالعہ اور اردو نثر کی تاریخ ابتدا تا ۱۷۷۵ء[3]
لندن یونیورسٹی ، ۱۹۳۳ء

۴۔ ڈاکٹر میاں تصدق حسین خالد : حالی بحیثیت شاعر ، نقاد اور سوانح نگار اور اردو ادب پر حالی کے اثرات[4]
لندن یونیورسٹی ، ۱۹۳۵ء

۵۔ ڈاکٹر محمد صادق : محمد حسین آزاد ، حیات ، خدمات اور اثرات[5]
پنجاب یونیورسٹی لاہور ، ۱۹۳۹ء

۱۔ پروفیسر کرسٹوفر شیکل ، اینول آف اردو اسٹڈیز ، شکاگو ، ۱۹۸۲ء ، ص ۱۴۸ ۔

۲۔ پروفیسر کرسٹوفر شیکل ، اینول آف اردو اسٹڈیز ، شکاگو ، ۱۹۸۲ء ، ص ۱۴۸ ۔

۳۔ ڈاکٹر سید سجاد حسین (۱۸۹۵ء—۱۹۵۵ء) کے صاحبزادے سید شاکر سجاد اور بعض دوسرے مثلاً اہل علم خواجہ حمیدالدین شاہد ، ضیاءالدین برنی مرحوم کا یہ کہنا درست نہیں کہ ڈاکٹر سید سجاد حسین نے لندن یونیورسٹی سے ''ہند آریائی فلسفے میں پی ایچ ۔ ڈی کی ڈگری لی'' ۔ رجوع کیجیے : سب رس ، کراچی ، اگست ۱۹۸۰ء ص ۱۷ ، ص ۷ اور ص ۱۰ (علی الترتیب) ۔

۴۔ پروفیسر کرسٹوفر شیکل ، اینول آف اردو اسٹڈیز ، شکاگو ، ۱۹۸۲ء ، ص ۱۴۸ ۔

۵۔ مقالہ پی ایچ ڈی ، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، لاہور
کال نمبر : Ia ۳۶۸ ص ، ۲۹۲ء ۸۹۱ ق ۔

۶۔ ڈاکٹر بیگم شائستہ اکرام اللہ :	اردو ناول اور افسانے کا ارتقاء[1] لندن یونیورسٹی ، ۱۹۳۰ء
۷۔ ڈاکٹر سید رفیق حسین[2]	اردو غزل اور اس کی نشو و نما ۱۸۵۷ء تک[3] الہ آباد یونیورسٹی[4] ، ۱۹۳۲ء
۸۔ ڈاکٹر عشرت حسن انور :	دی میٹا فزکس آف اقبال[5] : (مابعد الطبیعات اقبال) علی گڑھ ، ۱۹۴۳ء
۹۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی :	لکھنؤ کا دبستان شاعری[6] علی گڑھ ، ۱۹۴۳ء
۱۰۔ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی :	دلی کا دبستان شاعری[7] علی گڑھ ، ۱۹۴۳ء

۱۔ فرام پردہ ٹو پارلیمنٹ ، بیگم شائستہ اکرام اللہ ، لندن ، ۱۹۶۳ء ، ص ۸۴ -

۲۔ ڈاکٹر گیان چند کا یہ کہنا خلاف واقعہ ہے کہ ''ہندوستانی یونیورسٹیوں میں اردو کے پہلے ڈاکٹر سید رفیق حسین ہیں'' :

(الف) آج کل ، دہلی ، اگست ۱۹۶۷ء ص ۲۷ -

(ب) تجزیے ، دہلی ۱۹۷۳ ، ص ۴۵ -

۳۔ ہفت روزہ ہماری زبان ، دہلی ، ۸ مئی ۱۹۷۹ء ، ص ۳ -

۴۔ پروفیسر عبدالقوی دسنوی کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ''یونیورسٹیوں میں تحقیقی کام الہ آباد یونیورسٹی سے شروع ہوا -'' [ابلاغ ، رانچی ، جلد ۱ ، شمارہ ۱ ، ۱۹۸۱ء ، ص ۸۶ ، ۸۷]

۵۔ طبع اول : شیخ محمد اشرف ، لاہور ، ۱۹۴۴ء -

۶۔ طبع اول : سلسلۂ مطبوعات ، مسلم یونیورسٹی ، علی گڑھ ، طبع دوم : لاہور ۱۹۵۵ء -

۷۔ طبع اول : انجمن ترقیٔ اردو ، کراچی ۱۹۴۹ء -

۱۱- ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی : اردو شاعری میں فطرت نگاری[1]
الہ آباد ، ۱۹۴۴ء

۱۲- ڈاکٹر جگت نرائن پیکروال :[2] پریم چند - حیات اور کارنامے[3]
لکھنؤ ، ۱۹۴۵ء

۱۳- ڈاکٹر عبارت یار خاں : بریلوی اردو تنقید کا ارتقا[4]
لکھنؤ ، ۱۹۴۶ء

۱۴- ڈاکٹر محمد عزیز : اسلام کے علاوہ مذاہب کی ترویج میں اردو کا حصہ[5]
علی گڑھ ، ۱۹۴۷ء

پیش نظر تفصیل سے ظاہر ہے کہ ''اقبال'' ان چند ممتاز شخصیات میں سے ایک ہیں جن کے ذکر و فکر کو غیر منقسم ہند میں پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کے لیے اول اول منتخب کیا گیا۔ اردو شعر و ادب کی کوئی ساڑھے پانچ صدی کی تاریخ میں اقبال سے پہلے صرف تین اشخاص کو پاک و ہند یا بیرون ہند یورپ میں پی ایچ - ڈی کا موضوع بنایا گیا -

قاضی محمود بحری کو ان کے انتقال (۱۷۱۷ء) کے قریب سوا دو سو برس بعد ، حالی کو ان کے وصال (۱۹۱۴ء) کے کوئی بیس اکیس برس بعد اور آزاد کو ان کے انتقال (۱۹۱۰ء) کے کوئی تیس برس بعد۔

۱- ہفت روزہ، ہماری زبان ، دہلی ، ۸ مئی ۱۹۷۹ ، ص ۳ -

۲- ''کیا لطف ہے کہ اردو کے مرکز لکھنؤ کی یونیورسٹی سے اردو میں سب سے پہلا پی ایچ - ڈی کرنے والا ایک غیر مسلم (جگت نرائن پیکروال) تھا -'' (ڈاکٹر گیان چند ، حقائق ، الہ آباد ، ۱۹۷۸ء ، ص ۲۲۵) -

۳- ہفت روزہ ، ہماری زبان ، دہلی ، ۱۵ جون ۱۹۷۹ء ، ص ۴ -

۴- طبع اول : انجمن ترقی اردو پاکستان ، کراچی ، ۱۹۴۹ء -

۵- طبع اول : انجمن ترقی اردو ہند ، علی گڑھ ، ۱۹۵۵ء -

بعری اور حالی پر کیا گیا تحقیقی کام آج تک روز اشاعت کا منتظر اور طباعت کی روشنی سے محروم ہے ۔ آزاد پر ڈاکٹر محمد صادق کا تھیسس ، ڈگری ملنے کے ایک چوتھائی صدی بعد شائع ہوا جب کہ اقبال اپنی زندگی ہی میں تحقیق اور توجہ کا موضوع اور مرکز بن گئے تھے ، اور ان کے انتقال (۱۹۳۸ء) کے پانچویں برس ان پر کیے گئے تحقیقی کام پر ڈگری تفویض ہو گئی اور ڈگری تفویض کیے جانے کے معاً بعد یہ تھیسس ۱۹۴۴ء میں شائع بھی ہو گیا ۔ یہ امتیاز اور اختصاص اقبال کے علاوہ اردو شعر و ادب کی کسی دوسری شخصیت کو نصیب نہیں !

۲

اقبال پر پی ایچ ۔ ڈی کا کام کرنے کا اولین اعزاز عشرت حسن انور کو حاصل ہوا ۔ ان کا مقالہ : "The Metaphysics of Iqbal" انگریزی میں ہے اور اس پر انہیں شعبۂ فلسفہ مسلم یونیورسٹی ، علی گڑھ سے ڈاکٹر سید ظفرالحسن کی زیر نگرانی کام کی تکمیل پر ۱۹۴۳ء میں ڈگری ملی ۔ ۱۹۴۴ء میں یہ مقالہ لاہور سے شائع ہوا ۔[1] ۱۹۷۷ء میں اقبال کی صد سالہ تقریبات ولادت کے موقع پر اس مقالے کا اردو ترجمہ کتابی صورت میں سامنے آیا ۔[2]

قیام پاکستان ۱۹۴۷ء کے بعد بوجوہ اقبال پر توجہ بڑھی اور برعظیم پاک و ہند سے باہر بھی وہ متعدد یونیورسٹیوں میں اعلیٰ علمی اسناد کے لیے تحقیق کا موضوع بنے ۔ تقسیم ہند ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۷ء تک کے تیس برسوں میں یعنی علامہ اقبال کے صد سالہ جشن ولادت تک کی حد زمانی میں میرے علم و نظر کی حد تک اقبال پر سات مختلف زبانوں میں پی ایچ ڈی کے لیے

۱۔ کتابیاتی کوائف کے لیے رجوع کیجیے "جامعات میں اقبال کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ" از : ڈاکٹر سید معین الرحمٰن ، لاہور ، ۱۹۷۷ء ص ۵۹—۶۰ ۔

۲۔ اقبال کی مابعدالطبیعات ، مترجم : ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی ، اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور ، ۱۹۷۷ء ، صفحات ۹۹ ۔

اکیس مقالے لکھے گئے ۔ ان میں سے نو انگریزی زبان میں ہیں ، چھ اردو زبان میں ، ایک جرمن ، ایک فرینچ ، ایک عربی اور ایک فارسی زبان ایک چیک میں ۔ ایک مقالے پر جو انگریزی میں ہے ابھی ڈگری تفویض نہیں ہوئی ۔[1] بقیہ بیس مقالات پر دنیا کے نو ممالک : (پاکستان ، ہندوستان ، ایران ، مصر ، چیکوسلواکیہ ، انگلستان ، فرانس ، جرمنی اور امریکہ) کی پندرہ یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں دی جا چکی ہیں ۔

۱۹۴۳ء سے ۱۹۷۷ء تک کے ۳۵ برسوں میں مندرجہ بالا اکیس مقالات کے علاوہ جو براہ راست اقبال اور ان کے فکر و فن پر لکھے گئے ، پاک و ہند سے باہر کچھ ایسے تحقیقی مقالات بھی احاطہ تحریر میں آئے ''اقبال'' جن کا مرکزی یا بنیادی موضوع نہیں ہے لیکن جن کا ایک یا بیشتر حصہ اقبال کی تعلیمات اور افکار و تصورات سے بحث کرتا ہے ، ایسے بعض مقالات کے کوائف دلچسپی سے خالی نہ ہوں گے :

1. Dr. Walter B. Evans :
"The Genesis of the Pakistan Idea :
A Study of Hindu Muslim Relations"
Southern California, 1955.

2. Dr. Muneeruddin Chughtai :
"Muslim Politics in the Indo-Pakistan Subcontinent."
Oxford, 1960.

3. Dr. Lini S. May :
"Muslim Thought and Politics in India after 1857."
Columbia, 1963.

4. Dr. Mushirul Haqq :
"Religion and Politics in Muslim India (1857-1947)".
McGill, 1967.

۱۔ Iqbal's Concept of Religion ، از : افتخار احمد چشتی ، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور ، نگران : علامہ علاء الدین صدیقی

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

5. Dr. Abdul Lateef :
"From Community to Nation : the Development of the Idea of Pakistan."
Southern Illinois, 1966.

6. Dr. Sam Iftikhar :
"A Pragmatic Approach to the Solution of Educational Problems in Pakistan."
Syracuse, 1968.

7. Dr. Absar Ahmad :
"Concept of Self and Self Identity in Contemporary Philosophy"
London, 1973.

پہلے پانچ اندراجات کے لیے ڈاکٹر ممتاز اے ۔ انور کی کتاب :

"Doctoral Research on Pakistan"

میرا ماخذ ہے[۱] جو پاکستان کے بارے میں ۱۹۷۱ء تک غیر ملکی یونیورسٹیوں میں ڈاکٹریٹ کے لیے قبول کیے گئے مقالات کی ببلیو گرافی پر مشتمل ہے ۔

چھٹے اندراج کا ماخذ خود مقالہ نگار ہیں ۔ ڈاکٹر سام افتخار[۲] لائبریری آف کانگرس ، واشنگٹن سے وابستہ ہیں اور اقبال انٹرنیشنل کانگرس ، منعقدہ لاہور (۲ - ۹ دسمبر ۱۹۷۷ء) میں امریکی مندوب کے طور پر تشریف لائے تھے ۔ اس موقع پر ڈاکٹر سام افتخار نے بتایا کہ انہوں نے ۱۹۶۸ء میں سراکیوس یونیورسٹی ، نیویارک سے ڈاکٹر رچرڈ کی زیر نگرانی مقالہ لکھ کر پی ایچ ۔ ڈی کی سند حاصل کی ۔ یہ مقالہ جو ابھی شائع نہیں ہوا ہے ڈاکٹر سام افتخار کے بقول : مشرق اور مغرب کے فلاسفک ، سوشل ، پولیٹیکل اور ایجوکیشنل تصورات کے تقابلی مطالعے پر مشتمل ہے اور مقالے

۱- مطبوعہ : پاک بک کارپوریشن ، لاہور ، اپریل ۱۹۷۶ء

۲- ڈاکٹر ممتاز اے ۔ انور نے مقالہ نگار کا نام "سیموئیل افتخار" ریکارڈ کیا ہے جو درست نہیں ۔ انہیں ڈگری بھی ۱۹۶۸ء میں ملی ، ۱۹۶۹ء صحیح نہیں ۔ (ڈاکٹورل ریسرچ آن پاکستان ، لاہور ۱۹۷۶ء، صفحہ ۱۹)

کا تین چوتھائی حصہ علامہ اقبال کے افکار اور حوالوں سے مزین ہے ۔''

اس سلسلے کے آخری حوالے کا ماخذ خود مقالہ نگار ڈاکٹر ابصار احمد ہیں جو شعبۂ فلاسفی پنجاب یونیورسٹی لاہور سے وابستہ ہیں ۔ انہوں نے اپنا تحقیقی کام پروفیسر ایچ ۔ ڈی لیوس (Prof. H.D. Lewis) کی نگرانی میں مکمل کیا ۔

۳

۱۹۷۷ء تک یونیورسٹیوں میں مطالعۂ اقبال کے تحقیقی اکتساب کا جائزہ ، میں پہلی اقبال عالمی کانگرس (منعقدہ لاہور ۲ - ۹ دسمبر ۱۹۷۷ء) میں پیش کر چکا ۔ زیر نظر مقالے کو ۱۹۷۷ء کے بعد سے ۱۹۸۲ء تک کے پانچ برس کی حدِ زمانی میں دنیا بھر کی مختلف یونیورسٹیوں میں اقبال پر تکمیل شدہ یا زیر تکمیل تحقیقی کام کی پیش رفت کا ایک جائزہ خیال کرنا چاہیے جس میں اضافے اور مشورے کی ہر آواز میرے لیے خوشی کا باعث ہو گی ۔

۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۲ء کے پانچ برسوں میں پاک و ہند کی مختلف یونیورسٹیوں میں اقبال پر جو تحقیقی کام پایۂ تکمیل کو پہنچا ، اس کی معلوم تفصیل یہ ہے :

۱۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی :
اقبالیات—تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ
پنجاب یونیورسٹی ، لاہور ، ۱۹۸۱ء

۲۔ ڈاکٹر چمن لال رینہ :
اقبال اور آروبندو
اقبال انسٹی ٹیوٹ ، کشمیر یونیورسٹی ۱۹۸۱ء

۳۔ ڈاکٹر تارا چرن رستوگی طاہر :
اقبال پر مغربی اثرات گوہاٹی یونیورسٹی ، ۱۹۷۸ء

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ڈاکٹر وحید قریشی کی رہنمائی میں کام مکمل کیا ۔ ان کے مقالے کو شعبۂ اردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج ، لاہور سے ''اقبالیات'' کے سلسلے کے اولین مقالے کا امتیاز حاصل ہے ۔ ان کا یہ تحقیقی کام ، پی ایچ ۔ ڈی کی ڈگری ملنے کے بعد سال بھر ہی میں چھپ

کر عام دسترس میں آ چکا ۔[۱]

ڈاکٹر چمن لال رینہ نے "اقبال اور آروبندو" کے موضوع پر تحقیقی کام انجام دیا ۔ اسی موضوع پر شعبۂ فلسفہ مسلم یونیورسٹی ، علی گڑھ سے ۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر ایم ۔ رفیق کو ڈگری تفویض ہوئی تھی ۔[۲] ڈاکٹر رینہ نے پروفیسر آر ۔ کے ۔ شرما صدر شعبۂ ہندی ، کشمیر یونیورسٹی اور اقبال انسٹی ٹیوٹ ، سری نگر کے ڈائریکٹر پروفیسر آل احمد سرور کی زیر نگرانی پی ایچ ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی[۳] تارا چرن رستوگی نے "اقبال پر مغربی اثرات" کے موضوع پر جموں و کشمیر یونیورسٹی ، سری نگر سے پی ایچ ۔ ڈی کے لیے رجسٹریشن کرایا تھا ،[۴] یہ ۱۹۷۶ء کی بات ہے ۔ اب ڈاکٹر گیان چند کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق انہوں نے اسی موضوع پر گوہاٹی یونیورسٹی سے انگریزی میں پی ایچ ۔ ڈی کی سند حاصل کی ہے ۔[۵]

۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۲ء کے پانچ برسوں میں اقبال انسٹی ٹیوٹ، سری نگر سے دس اسکالرز نے ایم فل کی ڈگری کے لیے تحقیقی کام کیا :

۱۔ محمد امین اندرابی	اقبال کے خطوط کا تنقیدی مطالعہ	۱۹۸۱ء
۲۔ نصرت اندرابی	حالی ، اکبر اور اقبال کی پیامی شاعری ـ تقابلی مطالعہ	۱۹۸۱ء
۳۔ شفیقہ رسول	اقبال اور ہیومنزم	۱۹۸۱ء

۱۔ تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ ، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ، اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور ، ۱۹۸۲ء ، صفحات ۲۰+۵۰۴+۴۶.

۲۔ کوائف کے لیے رجوع کیجیے : جامعات میں اقبال کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ ، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن ، لاہور ۱۹۷۷ء ، صفحہ ۶۹

۳۔ اقبالیات ، شمارہ ۲ ، اقبال انسٹی ٹیوٹ ، کشمیر یونیورسٹی ، سری نگر ، ۱۹۸۲ء ، صفحہ ۲۶۹

۴۔ عبدالقوی دسنوی ، اقبال ریویو ، لاہور ، جولائی ۱۹۷۶ء ، صفحہ ۱۰۵

۵۔ ڈاکٹر گیان چند ، حقائق ، الہ آباد، ۱۹۷۸ء ، صفحہ ۲۲۵-۲۲۶

۴-	بلقیس سراج	اردو نظم میں اقبال کا کارنامہ	۱۹۸۱ء
۵-	زاھدہ پروین	اقبال پر غالب کے فکر و فن کا اثر	۱۹۸۲ء
۶-	فریدہ بانو	اقبال اور کشمیر	۱۹۸۲ء
۷-	زرینہ بٹ	اقبال کی اردو غزل کا تنقیدی مطالعہ	۱۹۸۲ء
۸-	بشیر احمد نحوی	اقبال اور تصوف	۱۹۸۲ء
۹-	نذیر احمد شیخ	اقبال اور سوشلزم	۱۹۸۲ء
۱۰-	طالعہ افروز	اقبال اور فنون لطیفہ	۱۹۸۲ء
۱۱-	نثار حسین مسعودی	اقبال اور مولانا روسی	۱۹۸۲ء
۱۲-	سبھاش چندر آنند	اقبال اور جدید اردو شاعری	۱۹۸۲ء
۱۳-	محمد شفیع سنبلی	کشمیری شعراء پر اقبال کا اثر	۱۹۸۲ء

ان اسکالرز میں سے پہلے دس کو ایم - فل کی ڈگری مل چکی ، موخر الذکر تین اسکالرز کام میں مصروف ہیں - ایم فل پا لینے والے اسکالرز میں سے پانچ : (محمد امین اندرابی ، نصرت اندرابی ، شفیقہ رسول ، بلقیس سراج اور فریدہ بانو) کا پی ایچ ڈی کے لیے داخلہ ہو چکا ہے اور وہ اپنے کام میں مصروف ہیں -[۱] ان سب اسکالرز کے کام کی رھنمائی کی خدمت بحیثیت مجموعی پروفیسر آل احمد سرور کے سپرد رھی - ایک دوسرے ماخذ کے مطابق[۲] ایک اسکالر : خورشید اختر نے ''اقبال اور مارکسزم'' کے عنوان سے مقالہ لکھ کر جواھر لال نہرو یونیورسٹی ، دھلی سے ایم - فل کی ڈگری حاصل کی ہے - اس مقالے میں کلام اقبال میں مارکسزم کے اثرات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے -

---

۱- (الف) اقبالیات ، شمارہ ۲ ، اقبال انسٹی ٹیوٹ ، سری نگر ، ۱۹۸۲ء ، صفحہ ۲۶۹-۲۷۰

(ب) اقبال انسٹی ٹیوٹ منزل بہ منزل ، کبیر احمد جائسی ، سری نگر ، ۱۹۸۳ء

۲- محمد نعمان خان ، مجلہ سیفیہ ، یادگار اقبال ، جلد ھفتم ، بھوپال ، ۱۹۷۹ء—۱۹۸۰ء ، صفحہ ۱۲۴

۱۹۸۲ء تک کے پانچ برسوں میں ، شعبۂ اردو ، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور سے بہ تفصیل ذیل چار اسکالرز ، پی ایچ ۔ ڈی کے لیے رجسٹریشن کرانے میں کامیاب ہو سکے[1] :

۱۔ محمد صدیق جاوید :
فکر اقبال کا عمرانی مطالعہ
نگران : ڈاکٹر عبادت بریلوی ، ۱۹۷۸ء

۲۔ ناہید سلطانہ :
کلام اقبال میں اعلام و اماکن کی فکری اہمیت
ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی ، ۱۹۷۹ء

۳۔ ثریا جبین ملک :
شارحین اقبال ۔ تحقیقی و تنقیدی جائزہ
مرزا محمد منور ، ۱۹۸۱ء

۴۔ صابر حسین کلوروی :
باقیاتِ شعرِ اقبال کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ
ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا ، اور
ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ، ۱۹۸۲ء

پہلے اسکالر محمد صدیق جاوید ، اپنا تحقیقی کام اور سفر تقریباً مکمل کر چکے ہیں ، امید ہے کہ وہ مقالہ اسی برس ڈگری کے لیے پیش کر دیں گے ۔ باقی تین اسکالرز کام میں مصروف ہیں ۔ ناہید سلطانہ کا کام تکمیل کے مرحلے میں ہے ۔ ثریا جبین اور صابر حسین ابتدائی تیاری کی منزل میں ہیں ۔

دسمبر ۱۹۸۰ء سے ایک کل وقتی وظیفہ یاب ریسرچ اسکالر محمد یوسف مغل ، شعبۂ اقبالیات ، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور سے وابستہ ہیں ۔ پی ایچ ۔ ڈی کے لیے ان کا منظور شدہ موضوع ہے : ''حضرت علامہ اقبال کے فکر و

۱۔ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن : (الف) اورینٹل کالج میگزین ، لاہور شمارہ خاص ۱۹۸۲ء ، صفحہ ۳۵۱-۳۵۴ ، (ب) اخبار اردو ، کراچی ، اپریل ۱۹۸۳ء ، صفحہ ۲۰-۲۱

فن پر عربی فکر و ادب کے اثرات'' ان کے نگران شعبۂ اقبالیات کے چیرمین پروفیسر مرزا محمد منور ہیں - محمد یوسف مغل ، تحقیقی کام میں مصروف ہیں -

پچھلے پانچ برسوں میں ہندوستان کی تین یونیورسٹیوں میں اقبالیات سے متعلق پی ایچ - ڈی کے لیے نیا رجسٹریشن ہوا :

۱- غلام نبی حلیم :
''اقبال اور تصوف''
نگران : ڈاکٹر اسد اللہ کامل ، شعبۂ اردو ، کشمیر یونیورسٹی ،[۱] ۱۹۷۸ء

۲- دینس چند :
''اقبال اور دن گر''
نگران : ڈاکٹر امیر اللہ خان شاہین اور ڈاکٹر تارا چرن رستوگی شعبۂ اردو ، کلکتہ یونیورسٹی ،[۲] ۱۹۷۹ء

۳- فہمیدہ خاتون :
''اقبال کی شاعری میں ہندوستانی قومیت کے تصورات''
ڈاکٹر عبدالرؤف ، شعبۂ اردو کلکتہ یونیورسٹی ،[۳] ۱۹۷۹ء

اقبال کے صد سالہ جشن ولادت سے پہلے ہندوستان کی چھ یونیورسٹیوں میں دس اسکالرز اقبال سے متعلق پی ایچ - ڈی کی سطح کے تحقیقی کام میں مصروف تھے[۴] - ان میں سے ایک ڈاکٹر تارا چرن رستوگی کو اس عرصے میں ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی ، دو کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ کام میں منہمک ہیں :

۱- ہفت روزہ ، ہماری زبان ، دھلی یکم جون ۱۹۷۹ء ، صفحہ ۴
۲- ہفت روزہ ، ہماری زبان ، دھلی ، ۲۲ - جون ۱۹۷۹ء ، صفحہ ۴
۳- ہفت روزہ ، ہماری زبان ، دھلی ، ۲۲ - جولائی ۱۹۷۹ء ، صفحہ ۴
۴- تفصیل کے لیے رجوع کیجیے : جامعات میں اقبال کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ ، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن ، لاہور ، ۱۹۷۷ء ، صفحہ ۱۰۲-۱۰۷

۱- شہناز اختر :
''اقبال کے فکر و فن کے سماجی اور تہذیبی رشتے''[۱]
نگران : ڈاکٹر عبدالحق شعبۂ اردو ، دہلی یونیورسٹی ، ۱۹۷۹ء

۲- محمد ایوب خان :
''اقبال اور اردو غزل''[۲]
نگران : عبدالقوی دسنوی شعبۂ اردو ، سیفیہ کالج ، بھوپال ، ۱۹۸۰ء

باقی سات کی خیریت کے بارے میں اس دوران کچھ سن گن نہیں مل پائی ، عجب نہیں کہ بعض ترک کار کر چکے ہوں اور کچھ تکمیل کار میں لگے ہوئے ہوں یا منزل مراد پا چکے ہوں ۔

پچھلے پانچ سال کی مدت میں ایم ۔ اے کی جزوی تکمیل کے سلسلے میں یونیورسٹیوں میں لکھے گئے مقالات کا احاطہ ایک بڑی فرصت چاہتا ہے ، صرف پنجاب یونیورسٹی ، لاہور ہی کے مختلف شعبوں میں ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۲ء تک ایم ۔ اے کے لیے لکھے گئے مقالات کی تعداد ایک چوتھائی سینکڑے سے کم نہیں ۔

اقبال کے افکار و ادبیات پر ان کے انتقال کے بعد اب تک کے پینتالیس برسوں میں مشرق تا مغرب پی ایچ ۔ ڈی یا ایم ۔ فل وغیرہ کی ۳۵ ہی کے لگ بھگ اسناد دی جا چکی ہیں ۔ ایم اے کے جو تنقیدی اور تحقیقی مقالات پاکستان اور بھارت کی مختلف یونیورسٹیوں میں اب تک لکھے گئے ان کی تعداد بلامبالغہ سینکڑوں تک پہنچتی ہے ۔

اقبال یونیورسٹیوں میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ توجہ کا مستحق ٹھہرے ۔ یہ امتیاز اردو شعر و ادب کی پوری تاریخ میں ، کسی بھی دور اور کسی بھی مرتبے کی کسی دوسری شخصیت کے حصے میں نہیں آیا ۔ ولی ، میر اور غالب اردو ادب کے تین مسلمہ اکابر ہیں ۔ اقبال ان کے پیش رو ہیں لیکن وہ ولی ، میر یا غالب سے ان معنی میں خوش نصیب

۱- ہفت روزہ ، ہماری زبان ، دہلی ، ۱۵ - مئی ۱۹۷۹ء ، صفحہ ۵
۲- مجلہ سیفیہ ، یادگار اقبال ، جلد ہفتم ، بھوپال ، ۱۹۸۰ء-۱۹۷۹ء ، صفحہ ۳۲۹

ہیں کہ ولی کو ان کے انتقال (۱۷۲۰ - ۱۷۲۵) کے کوئی ڈھائی صدی بعد ڈاکٹریٹ کا موضوع بنایا گیا۔[1] میر (۱۸۱۰ء) پر ڈیڑھ صدی بعد[2] اور غالب پر ان کے انتقال (۱۸۶۹ء) کی کوئی آٹھ دھائیاں گزر جانے کے بعد ڈاکٹریٹ کی اعلیٰ اسناد فضیلت عطا کی گئیں۔[3] جبکہ اقبال پر ان کے انتقال کے پانچویں برس ھی ڈگری مل گئی اور ڈگری ملنے کا یہ عمل ایک فی سال کی اوسط سے آج تک چلا آ رہا ہے۔

اسی لیے میں یہ کہتا ہوں کہ علامہ اقبال ہمارے شعر و ادب کی ان خوش قسمت استثنیات میں سے ہیں جو حین حیات اہل علم کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہیں اور ہماری یونیورسٹیوں کا تو وہ بالخصوص بہت ھی مرغوب موضوع رہے ہیں اور آج بھی وہ سب سے زیادہ محبوب موضوع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کشش اور توجہ میں ان کی عظمت، وسعت، ان کی گہرائی اور بحیثیت مجموعی ان کی آفاقیت کا اشارہ مضمر ہے۔

[دوسری اقبال عالمی کانگرس، لاہور ۹ - ۱۱ نومبر ۱۹۸۳ء کے لیے لکھا گیا]

۱- ''کلیات ولی'' (ترتیب و تہذیب)، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی، لکھنؤ، ڈی لٹ، ۱۹۵۷ء (ہفت روزہ، ہماری زبان، دھلی ۱۵ - جون ۱۹۷۹ء، صفحہ ۳)

۲- ''مطالعۂ میر''، ڈاکٹر سید نواب حسین، الہ آباد، پی ایچ ڈی، ۱۹۵۰ء (ہفت روزہ ہماری زبان، دھلی، ۸- مئی ۱۹۷۹ء، صفحہ ۳)

۳- ''غالب : ہز لائف اینڈ پرشین پوئٹری'' ڈاکٹر سید عارف شاہ گیلانی، بمبئی، پی ایچ - ڈی ۱۹۴۷ء (شہنشاہ سخن مرزا غالب کے فارسی کلام پر ناقدانہ نظر، کراچی ۱۹۷۰ء، صفحہ ۱۵)

علامہ اقبال

(صوفی تبسم کی نظر میں)

مرتبہ

نثار احمد قریشی

حضرت علامہ اقبالؒ کے فکر و فن پر صوفی تبسم (مرحوم) نے وقتاً فوقتاً تقاریر اور مضامین کی شکل میں جو کچھ لکھا، وہ علامہ سے ان کی ذہنی وابستگی کا نتیجہ ہیں۔ یہ مواد مختلف رسائل اور اخبارات میں بکھرا پڑا ہے، ان میں سے جو مل سکا، یکجا کرکے کتابی صورت میں پیش خدمت ہے۔ ان مضامین کو زمانی اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ ہر مضمون کا سالِ تصنیف قاری کے ذہن میں رہے۔

علامہ اقبالؒ کے ساتھ صوفی تبسم کی عقیدت کا آغاز طالب علمی کے زمانے سے ہوا اور تاحیات قائم رہا۔ انہوں نے علامہ کے افکار و نظریات کو بحیثیت استاد اور شارح ایک طویل مدت تک طلبا کی کئی نسلوں کے ذہنوں میں منتقل کرنے فریضہ انجام دیا۔

بحیثیت مجموعی، یہ کتاب اقبالیات کے مطالعہ میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔

صفحات: ۸ + ۲۱۷ - قیمت: ۳۰ روپے

اقبال اکادمی پاکستان

۱۱۶ - میکلوڈ روڈ، لاہور